ڈاکٹر ظہور الدین احمد

اخوند درویزہ

درویزہ نام تھا۔ اخوند درویزہ کے مرکب نام سے معروف ہوئے۔ بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ یا اللہ داد نام تھا اور درویزہ لقب۔ اخوند کے معنی عالم فاضل استاد ہیں۔ باپ کا نام گدا تھا۔ ان کے دادا سعدی ننگرہار کے رہنے والے تھے۔ دادا کی وفات کے بعد خاندان قبیلۂ مہمند میں اٹھ آیا۔ درویزہ کی والدہ قراری بنت نازوخاں ایک عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ ان کا سلسلۂ نسب قبیلہ یوسف زئی سے ملتا تھا۔ درویزہ صاحب خود اپنی زندگی کے بعض احوال و کوائف کے متعلق لکھتے ہیں :

"میں بچپن میں روتا رہتا۔ اکثر ماں مجھے طمانچے مارتی۔ کیونکہ وہ میری اس گریہ زاری سے تنگ آجاتی۔ میں اپنی اس حالت کی تعبیر نہیں بتا سکتا تھا۔ یہ رونا قبر کی تنگی و تاریکی کے خوف سے ہے۔ جب میں بڑا ہوا تو میں نے روزہ، نماز، قیام شب۔ دوام وضو۔ انجام اوامر و اجتناب نواہی میں استقلال دکھایا۔ یہاں تک کہ مجھے تزکیۂ بدن اور تصفیۂ باطن حاصل ہوا۔ امورِ غیب پر بھی اطلاع ہوئی، لیکن اس وقت میں وارداتِ شیطانی اور حقانی میں فرق نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے میں تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہوا۔ تھوڑے عرصے کے بعد مجھے حق و باطل میں امتیاز کرنا نصیب ہوا[1]"

درویزہ نے ابتدائی تعلیم مُلا مصر احمد سے حاصل کی۔ انھوں نے خود بتایا ہے کہ مُلا نے تختی پر حروف تہجی لکھ کر دیے۔ میں نے عشا تک حروف تہجی کے سات قواعد سمجھ لیے۔ میں ہر روز وہ سورتیں پڑھتا تھا۔ پھر ہر روز ایک سورت پڑھتا۔ ایک سال کے اندر چند کتابوں کے ساتھ قرآن مجید پڑھ لیا۔ جو کچھ میں پڑھتا۔ قوتِ حافظہ کی مدد سے یاد رکھتا[2] مزید تعلیم مُلا جمال الدین ہندوستانی سے حاصل کی۔ میں تحصیلِ علم کے لیے کشمیر بھی گیا[3]

---

[1] تذکرۃ الابرار والاشرار، اخوند درویزہ، پشاور۔ ۱۹۶۰، ص ۱۱۳، ۱۱۴۔

[2] ایضاً۔ ص ۱۲۰

[3] ایضاً۔ ص ۲۴۰۔

درویزہ صاحب نے اگرچہ علم اور زہد و ریاضت میں کافی ترقی کر لی تھی۔ لیکن انھیں روحانی سکون میسر نہیں تھا۔ انھوں نے اپنی اس روحانی بے قراری کا ذکر استاد کلا سنجر سے کیا جو انھیں شیخ الاسلام سید علی ترمذی عرف پیر بابا (م۔ ۹۹۱ھ) کے پاس لے گئے۔ جنھوں نے فرمایا: "اقدام نمودن بر ریاضت بی اذن شیخ فانی فی اللہ عاقبت آدمی را بضلالت اندر آرد۔ زیرا کہ مبتدی را باید کہ اول زہد و ریاضت را بہ نہجی بجا آرد کہ از گفتار و کردار حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم باشد۔"[۱]

آخر سید علی ترمذی نے ان کی روحانی رہنمائی کی۔ شرائط توبہ کی تجدید کی۔ اوامر واجب کا حکم دیا۔ روزہ ایام بیض، نماز اوابین اور نماز باجماعت کی تلقین کی۔ ان سے علم تصوف اور اس کی ماہیت کو سمجھا۔ لمعات دیوان قاسم انوار اور جام جہاں نما ان سے پڑھیں۔ حضرت شیخ تصوف کے پانچ سلسلوں سے متعلق تھے یعنی کبرویہ، چشتیہ، سہروردیہ، شطاریہ اور حلاجیہ۔ انھوں نے اخوند درویزہ کو پہلے چار سلسلوں سے منسوب کرنے کی اجازت دی۔ اجازت کے بعد مرشد کے حکم پر وہ اطراف عالم کی سیر کو نکلے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو شعار زندگی بنایا۔

سفر سے واپسی کے بعد انھوں نے اپنے مرشد کی زندگی میں ان کی معیت میں اور بعد میں خود تنہا اعلائے کلمۃ الحق کا کام سنبھالا۔ انھوں نے خود بتایا ہے کہ افغان کم علم، جاہل اور سریع الاعتقاد لوگ ہیں۔ پیروں فقیروں کے پیچھے آسانی سے ہو لیتے ہیں۔ سرحدی قبائل میں ایسے پیروں اور فقیروں کی کمی نہ تھی جو صحیح علم دین نہیں رکھتے تھے لیکن سادہ لوح افغانوں کو اپنے عقاید باطلہ کے پیرو بنائے ہوئے تھے۔ جناب اخوند نے تذکرۃ الابرار والاشرار میں پیر پہلوان، بابا قلندر رافضی، شیخ حسن تیراہی، خواجہ خضر افغانی، شیخ قاسم غوری، پیر قاسم اور بایزید انصاری اور چند دوسرے اشخاص کا ذکر کیا ہے، جن کے خلاف انھوں نے آواز اٹھائی۔ بحث و جدال سے ان کے عقاید کی تردید کی۔ مباحثہ و مناظرہ میں ان کو شکست دی اور بعض کو مثلاً بایزید انصاری اور میر قاسم کو ذلیل و رسوا کیا۔ آخر ان کی تبلیغ و جہاد کا یہ اثر ہوا کہ جب کبھی افغانوں میں کوئی شیخ و عالم ابھرتا، جب تک اس کے عقاید و اقوال کی تصدیق وہ نہ کرتے وہ قبول نہ کیا جاتا۔ قبیلے کے سربراہ نو وارد کو بحث و امتحان کے لیے ان کے سامنے پیش کرتے تاکہ

---

[۱] تذکرۃ الابرار والاشرار، اخوند درویزہ، پشاور، ۱۹۶۰ء، ص ۱۲۲

اس کے صحیح عقاید کا حال معلوم ہو سکے۔

جناب اخوند اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعت میں شمار کرتے تھے۔ ان کے عقیدے کے مطابق اہل السنۃ والجماعۃ افضل الخلق بعد الانبیا تھے[۱] جو کچھ انھوں نے کتب اسلامیہ میں پڑھا۔ اس کو سچ جانا۔ اور اس پہ سختی سے عمل کیا اور کرایا۔ اس طرح وہ متشدد و متعصب بھی شمار ہوئے۔ ان کی تحریروں میں بعض قابلِ اعتراض عقاید کا بھی ذکر ہے۔ ان کی مؤلّفہ کتابوں کے تبصرہ میں ہم نے ان کی نشان دہی کی ہے۔

ان کی زندگی میں ان کا رعب و جلال تھا۔ چہرے سے خشیتِ الٰہی واضح تھی۔ ذکرِ الٰہی کے ساتھ رہتے تھے۔ رسولِ خدا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ درود پڑھتے اور آہیں بھر بھر کر روتے تھے۔

انھوں نے ۹۲ سال کی عمر پاکر ۱۰۴۸ھ میں وفات پائی۔ ان کا مزار پشاور سے ایک میل کے فاصلے پہ واقع ہے اور مرجع خاص و عام ہے۔

تصانیف و تالیفات : ان کی تصانیف میں مندرجہ ذیل دستیاب ہوئی ہیں:۔

۱۔ تذکرۃ الابرار والاشرار۔ (۲)۔ ارشاد المریدین۔ (۳) ارشاد الطالبین۔ (۴) مخزن الاسلام (۵) شرح قصاید امالی۔ (۶) شرح اسماء الحسنیٰ۔ خدا کے ننانوے ناموں کی تشریح و توضیح فارسی میں۔ (۷) رد البدع۔ (۸) برہان الانبیاء والاولیاء (مؤخر الذکر دو نہیں ملتیں)

تذکرۃ الابرار والاشرار

اخوند درویزہ کی یہ کتاب ہنگامہ آرا کتاب ہے۔ اس لیے کہ اس میں بدعت و الحاد اور اختلافی مسائل کے متعلق بڑی بے باکی سے رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔ ابرار میں اخوند نے اپنے مُرشد شیخ علی ترمذی، عبدالرحیم عبدالوہاب، اور عبدالرحمٰن جیسے علمائے اتقیا کا ذکر ہے، اور اشرار میں بایزید، پیر تاریک، مُلّا ولی۔ پیر پہلوان اور حاجی محمد جیسے بدعتی و ملحد کے احوال و سوانح مندرج ہیں۔ ایک باب میں افغانوں کی اصلیت، آغاز اور تاریخ بیان کی ہے۔ ان کے مختلف قبائل اور ان کی شاخوں کی تفصیل بتاتی ہے۔ لیکن بہت سی تفاصیل کے متعلق لکھا ہے کہ "سماع است"۔ یوسف زئی، خٹک، مندھر، گگیانی،

---

[۱] تذکرۃ الابرار والاشرار مذکورہ، ص ۵۶

غوری خیل، تیراہی وغیرہ ایک ایک قبیلے کا نام لیا ہے۔ان قبائل میں اہل سنت وجماعت کے علما واتقیا کا نام بنام ذکر کیا ہے اور جن میں روافض۔ بدعتی۔غیب دانی کے دعویدار اور جنوں کے پیرو ہیں ان کا بھی نام بنام ذکر کیا ہے اور کسی لاگ لگاؤ کے بغیر افغانوں کی جہالت، سفاہت، کورانہ تقلید اور لامذہبیت کو بیان کیا ہے۔

وہ بایزید انصاری کو پیر روشن کی بجائے پیر تاریک کہتے ہیں۔ان کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے اور ان کے عقاید پر بحث کی ہے۔ان کے ساتھ اپنے اور اپنے مرشد سید علی ترمذی کے مباحثہ و مجادلہ کا حال بیان کیا ہے۔ روافض کے عقاید کا تجزیہ کرکے ان کے خلاف دلائل سے بحث کی ہے اور تفصیل کے ساتھ تفضیل خلفائے ثلاثہ بر علی رض۔ عقیدۂ پنج تن۔ بارہ امام۔ چودہ معصوم۔ سب وشتم صحابہ کے رد میں قوی دلائل دیے ہیں۔ بعض جگہ جبریہ عقاید۔ تناسخ اور حلول کے خلاف بھی عقلی و نقلی دلائل پیش کیے ہیں۔

اس کتاب سے مصنف کے اپنے عقاید پر واضح روشنی پڑتی ہے۔وہ اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔قرآن۔حدیث۔فقہ۔اجماع و قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ ائمۂ اربعہ کو صحیح مانتے ہیں۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو زندگی کا شیوہ سمجھتے ہیں۔ بدع و رفض کے خلاف جہاد کو فریضہ جانتے ہیں۔مدعیانِ کذب سے مباحثہ و مجادلہ کرکے لوگوں میں ان کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں اور ان کو ملعون و مفسد قرار دیتے ہیں۔

وہ اپنے عقاید کی تحکیم و تثبیت اور اپنے دلائل کی سند کے لیے عموماً مندرجہ ذیل کتابوں سے استدلال کرتے ہیں جو اُن کا محورِ مطالعہ رہی ہیں :-

ارشاد الطالبین از جلال الدین تھانیسری۔ ردّ البدع از عبدالرحیم مانکراوی۔ دافع الملحدین از عبدالرحیم۔ مقصد الاقصی۔ جامع العلوم۔ خلاصۃ السلوک۔مشارق و شرح آں۔ تفسیر حرخی۔ عوارف المعارف۔ رسالۃ المکیہ۔رسالہ قشیریہ۔شرح القدوری۔تفسیر شہاب الدین۔ تفسیر درۃ البیضا۔حاشیہ بزددی۔ تیسیر الکلام۔رسالہ در رد روافض۔تفسیر زاہدی۔ الآمالی و شرح۔ تحفۃ الفقہاء۔سراج الہدایہ۔رسالہ عمر نسفی۔ انیس العاشقین۔دلیل العارفین۔تحفۃ المسلمین۔عمدۃ الاسلام۔جناح النجاح۔لباب المعنوی۔گلستان سعدی۔ تمہید ابوشکور سلمی۔الاصول لابن حاجب۔شرح فصوص ملا عبدالرحمٰن جامی۔مناقب الخلفاء۔البستان از ابو اللیث سمرقندی۔مکتوبات شرف الدین یحیی۔ ذخیرۃ الملوک۔رسالہ برہان الجلی فی معرفۃ الولی۔

بعض مسلمان حلقوں میں اور خاص کر صوفیہ میں یہ اعتقاد عام ہے کہ پیر و مرشد کے بغیر رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی اور اس قسم کی روایات مشہور ہیں کہ قبیلے میں پیر کا وجود ایسا ہی ہے جیسا کہ قوم میں نبی کا۔ اخوند درویزہ نے اس قسم کے اعتقادات کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ جو لوگ رسول خدا صلعم سے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ من لا شیخ لہٗ فالشیطان شیخہٗ : وہ حضرت خیر البشر پر افترا باندھتے ہیں۔ انھوں نے اپنا ایک معتدل نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"پیر گرفتن فرض و واجب و سنت و مستحب نیست بل از نوافل امورِ اسلام است"

وہ تصوّف فروشوں، غیب دانوں اور جھوٹے پیروں کے سخت مخالف ہیں۔ وہ کہتے ہیں :-

صوفی و سبز پوشی و شیخی و چلّہ دار۔ این جملہ شدی و لی مسلمان نشدی

اخوند درویزہ نے ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے جو عموماً علما و صوفیہ کے پیش نظر نہیں رہا۔ اسلام کے تمام معتقدین بھی اس کو نظر انداز کرتے رہے ہیں۔ عام عقیدہ یہ ہے کہ دین الگ اور سیاست الگ۔ یہ دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اخوند درویزہ رسول خدا کی ایک حدیث کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو اس خیال کی مؤید و مؤکد ہے یعنی الملک والنبوۃ توأمین۔ ایک جگہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ دین کے استحکام کے لیے حکومت کا ہونا ضروری ہے۔ اوامر و نواہی پر عمل کرانے کے لیے مسلم بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ انھوں نے لکھا ہے :-

"قوام دینِ محمدی بے سیاست بادشاہِ اسلام ممکن نیست"۔

ہمارے زمانے میں اقبال نے اسی خیال کی تائید کی ہے۔ اس نے کہا ہے ؎

جُدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یا

؎ وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوّت میں نہیں شوکت و حشمت کا پیام

شیخ مبارک اور اُن کے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی نے اس نظریہ کے تحت اکبر کو دین و سیاست کا مظہر قرار دیا تھا اور علمائے ظواہر پرست کی طرف سے سخت مخالفت ہوئی تھی۔ لیکن اخوند درویزہ جیسے متعصب اہل سنت والجماعت پٹھان کی طرف سے اس قسم کے نظریے کی حمایت ہونا تعجب انگیز ہے۔

مصنف نے ترغیب و ترہیب کی روایات کو قبول کر لیا ہے اور بعض ایسے فتاوی پیش کیے ہیں جن سے اختلاف و انکار کی بہت گنجائش ہے۔

۱- اہل السنۃ والجماعۃ افضل المخلوق بعد الانبیاء۔

۲- حضرت یعقوب را گوسالہ بود کہ او را کشتہ بود بحکمت الٰہی آں اقتضا کرد کہ او را بفراق یوسف مبتلا گردانید۔

۳- ہر کہ زن بیگانہ را [illegible] فردا [illegible] انگشت دوزخ بر دست او نہند تا از گرمی آں مغز سر او چوں دیگ مسین بجوشد۔

۴- ہر کہ اندوہناک نشود بمرگ علما او منافق است و ہر آں مومنے کہ اندوہناک باشد بمرگ عالم، بنویسند او را ثواب ہزار عالم و ہزار شہید۔

۵- ہر کہ فرزند خود را علم نیاموزاند پس ہر گناہے کہ از فرزند در وجود آید در حیات پدر یا بعد وفات پدر، آنچہ دہندہ کاری پسر و پدر برابر باشد۔

۶- ہر کہ حق را بگوید در محل خوف ہلاک اگر ہلاکش کردند، ثواب ہفتاد شہیداں یابد۔

ارشاد المریدین

کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ مریدوں کی ہدایت کے لیے لکھا گیا ہے لیکن پہلے پچاس صفحوں میں ذات الٰہی، صفات الٰہی، تخلیق حیات اور تکوین کائنات سے متعلق تصوف اور فلسفہ کی اصطلاحات میں تفصیل بیان کی ہے جو ایک عام قاری کے فہم سے بالاتر ہے۔ شروع میں توحید و تجرید کی تعریف کی ہے۔ پھر واحد، احدیت اور واحدیت کے مفہوم کی وضاحت کی ہے۔ اس کے بعد اٹھائیس کلیات اسما و صفات کی تشریح و دائرہ [illegible] کی ہے۔ اسما و صفات یہ ہیں:

بدیع، باعث، باطن، آخر، ظاہر، حکیم، محیط، عقل کل، نفس کل، طبیعت کل، جوہر ہبا، شکل کل، شکور، غنی الدہر، مقدر، رب، علیم، قاہر، جسم کل، عرش، کرسی، فلک البروج، فلک المنازل، فلک زہرہ، فلک عطارد، [illegible] رزاق، مذل، قوی، فلک قمر، کرۂ آتش، کرۂ ہوا، کرۂ آب، کرۂ خاک، مرتبہ جماد، لطیف، جامع، رفیع الدرجات، مرتبہ نباتات، مرتبہ حیوان، مرتبہ جنین، مرتبہ انسان، مرتبہ جامع۔

اس بیان کے آخر میں وحدت و کثرت کا تعین اور انبیا و اولیا کا فرق و امتیاز بتایا ہے۔ مصنف لکھتے ہیں:

کہ اولیا کبھی انبیا کا مرتبہ نہیں پا سکتے، جب کبھی انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی جیسے کلمات موحد کی زبان سے

نکلتے ہیں۔ اس وقت وہ اپنے آپ سے بے خبر ہوتا ہے۔ اس پہلے تمہیدی حصے میں بعض مقامات پر اصطلاحات کی جو تشریح کی گئی ہے وہ اہم و پیچیدہ ہے۔ مثلاً یہ عبارت دیکھیے:۔

"سمع او عبارت است از تجلی او بعلم خویش کہ متعلق است بحقیقت کلام ذاتی در مقام جمع الجمع و اعیانی در مقام جمع بتفصیل ظاہراً و باطناً بطریق شہود"

اس کتاب کے نام کی مناسبت سے اصل مضمون تمہید کے بعد شروع ہوتا ہے جو چھ نکات یعنی چھ فصلوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں عموماً وہی عقاید بیان کیے گئے ہیں۔ جو صوفیہ کے نزدیک بنیادی اور اہم ہوتے ہیں۔ صوفی کی منزل فنا فی اللہ ہے اور مرشد کامل اس کا وسیلہ ہے۔ پیروں اور مریدوں کے لیے فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اوامر و نواہی کا علم رکھتے ہوں۔ احکام شریعت کی پابندی کرتے ہوں۔ جب تک مرید میں طلب صادق نہ دیکھے پیر اسے مرید نہ بنائے۔ پیر کو خلیفہ خدا اور خلیفہ قرآن کہا ہے اور پیر کا یہ فریضہ بتایا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کے دلوں میں دین قائم کرے۔ "الشیخ ھو الذی یقرر الشرع والدین فی قلوب المریدین" (ص ۴۱)

مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ صوفی کو کتنا ہی اعلیٰ مرتبہ کیوں نہ حاصل ہو جائے اور وہ کتنا ہی قرب الٰہی کا دعویٰ کیوں نہ کرے شرعی احکام کی پابندی سے وہ بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"اگر مقربی گوید کہ مرا از سبب صفاء قلب چیزی از معانی یا مضمر قرآن مفہوم آمد کہ آں مخالف مشرب شریعت و مذہب است او را مقرب نگویند بل کافر و ملحد و مضل خوانند" (ص ۲۷)

مصنف کا یہ بیان انا الحق کے مترادف اور صوفیہ کے عمومی مسلک کے سراسر خلاف ہے۔ اس عقیدہ کے مطابق جناب ملا شاہ بدخشی خلیفہ حضرت میاں میر کی تفسیر اس زد میں آتی ہے اور ان کا فتویٰ حضرت ملا شاہ پر صادق آتا ہے۔

بعض صوفیہ کا قول ہے کہ لا دین لمن لا شیخ لہٗ۔ مصنف کہتے ہیں۔ جو شخص عالم و عاقل ہو اور اس کا ایمان سالم رہے وہ بہشت کا مستحق ہے اگرچہ اس نے پیر و شیخ کو آنکھ سے نہ بھی دیکھا ہو (ص ۲۷)

ایک فصل میں ایمان کے اجزا، اس کے احکام اور اس کی شرائط بیان کی ہیں۔ قرآن مجید میں مومن کے لیے ایمان کی پانچ شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اللہ، ملائکہ، کتب، رسل اور یوم الآخرۃ پر ایمان۔ مصنف نے تقدیر خیر و شر اور حشر کا اضافہ کیا ہے۔ حشر تو یوم الآخرت پر ایمان میں داخل ہے۔ البتہ تقدیر خیر و شر

پر ایمان کا اضافہ اپنی طرف سے ہے۔ ایک فصل میں نماز کو معراجِ مومن قرار دیا ہے۔ اور نماز میں جو عبادات پڑھی جاتی ہیں، ان کا ترجمہ اور توضیح کی ہے۔

مصنف نے کھلے بندوں ذکر کیا ہے کہ تصوف کا لفظ قرآن مجید میں نہیں اور لفظ صوفی کا وجود بعد میں ہوا اس کے معنول میں بھی اختلاف ہے۔ سالک طریقت کے بیے جلائے باطن حاصل کرنے کے لیے عموماً جو قواعد و ضوابط مقرر ہیں، مصنف نے بھی انہی کو دہرایا ہے۔ تزکیۂ نفس یا تصفیۂ قلب کے لیے مکارم اخلاق سے آرائش اور اخلاقِ ذمیمہ سے انقطاع کے بعد اذن پیر سے اذکار و اوراد و نوافل سے اشغال بنیادی امور ہیں جن پر عمل کرنے سے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

بعض مریدوں کو اپنے پیر پہ اس قدر کامل بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھتے ہیں مصنف ایسے اشخاص کو کافر کہتے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے :

"..... لاف میزنند کہ ما از مریدانِ فلاں پیر ہستیم [illegible] نجاتی خواہد داد۔ پس کافر می گردند"۔ (ص۶)

لوگ اکثر پیروں کی کرامات کے معتقد ہوتے ہیں اور اس کا بڑا چرچا کرتے ہیں۔ جناب اخوند کہتے ہیں۔ کہ پیر کے لیے اس قسم کا دعویٰ [illegible] کہ :

" دعویٰ حصول کشف و کرامت کفر است "

مصنف نے اپنی دو کتابوں [illegible] (ص [illegible]) اور بیان الانبیا والاولیا (ص ۴۵) کا بھی ذکر کیا ہے لیکن وہ دستیاب نہیں ہوتیں۔

ارشاد الطالبین

ارشاد الطالبین اخوند درویزہ کی ایک اور کتاب ہے جس میں شریعت و طریقت کے عقاید و مسائل سے گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب فصول میں منقسم ہے مختلف موضوعات کا جائزہ لینے کے لیے ہم ابواب و فصول کا ذکر کرتے ہیں۔

کل چار ابواب ہیں۔ ہر باب میں تین فصلیں ہیں۔

باب اوّل میں مندرجہ ذیل تین فصلیں ہیں :

۱۔ بیانِ توحید۔ ۲۔ بیانِ ایمان۔ ۳۔ بیان ادعیہ۔

باب دوم کی تین فصلیں اس طرح ہیں :

۱۔ بیان انواع توبہ ۔ ۲۔ علامات پیرِ کامل ۔ ۳۔ بیان چہار علم

باب سوم کا موضوع سیر سلوک ہے۔

باب چہارم کی تین فصلیں یوں ہیں :۔

۱۔ در اخلاق حمیدہ ۔ ۲۔ در اخلاق ذمیمہ ۔ ۳۔ در بیان صبر ۔

خاتمۃ الکتاب میں دو فصلیں ہیں :

۱۔ علاماتِ قیامت ۔ ۲۔ متفرق مسائل کے متعلق سوالات اور ان کے جوابات یعنی فتاویٰ ۔

متذکرہ بالا عنوانات کے ضمن میں نماز، روزہ، اذکار و ادعیہ اور دوسرے فقہی مسائل کے متعلق بےشمار معلومات آگئی ہیں ۔ جابجا انبیاء و اولیا کے واقعات و کوائف بیان کیے گئے ہیں ۔

مصنف نے عقاید و مسائل کی تائید و توثیق کے لیے عموماً مندرجہ ذیل کتب و رسائل کو مآخذ کے طور پر استعمال کیا ہے :۔

تفاسیر : تفسیر جلالین ۔ تفسیر منیر ۔ تفسیر مدارک ۔ تفسیر کامل ۔ تفسیر ابواللیث

فتاویٰ : مجموع خانی ۔ فتاویٰ سراجیہ ۔ مجموعہ سلطانی ۔ فتاویٰ خانیہ ۔ فتاویٰ نادر ۔ فتاویٰ غرائب ۔

فقہ : قدوری ۔ شرح وقایہ ۔ تحفہ شامی ۔ دستور القضاۃ ۔ تحفۃ الفقہ ۔

تصوف : طوالع شموس ۔ شرح فصوص ۔ عوارف المعارف ۔ اجتناب الفقرا ۔

دیگر کتابیں : کیمیائے سعادت ۔ مصباح العاشقین ۔ ذخیرۃ الملوک ۔ عمدۃ الاسلام ۔ نظام المومنین ۔ معراج نامہ ۔ رسالہ عصمت الایمان ۔ شرح مشارق ۔ رسالہ شاہ قاسم بدرالدین ۔ شرح ابوالمکارم ۔ عمدۃ الاخبار ۔ فوز النجاۃ ۔ انیس العاشقین ۔ مفتاح الجنان ۔ معرفۃ المذاہب ۔ انیس الواعظین ۔ فوائد المسلمین ۔ اخبار الملوک ۔ تحفۃ المذکورین ۔ تحفۃ الاخبار ۔ تحفۃ الاسلام ۔ نتیجۃ الانوار ۔ رسالہ ابوعلی رودباری ۔ وقائع البدعۃ از شیخ الاسلام لاہوری ۔ شرح وجہی ۔ مجالس اسلام قاضی شمس الدین ۔

مصنف کی علمی فضیلت میں کوئی شک نہیں ۔ قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ پر ان کی نظر ہے ۔ اور وہ محکم الیقین سے ان کتابوں سے استدلال کرتے ہیں لیکن وہ سخت مقلد ہیں ۔ کتابوں کے مندرجہ بیانات کو عقل و درایت سے نہیں پرکھتے اور نہ قرآن کی آیات بینات کے ساتھ مطابقت کے بعد کسی عقیدہ کو قبول کرتے ہیں ۔ چنانچہ فقہی مسائل میں بہت سی غیر معقول باتیں داخل ہوگئی ہیں ۔ اسی طرح تاریخ میں بھی روایات و خرافات کا غیر یقینی عنصر

شامل ہوگیا ہے۔ مثلاً:

۱۔ وہ تفسیر ابو اللیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ایک رات رسول خدا صلعم ام المومنین حضرت عائشہ کے گھر سے باہر نکلے اور دیر تک تشریف نہ لائے۔ حضرت عائشہ کو شک ہوا کہ کہیں وہ دوسرے حرم مبارک کے ہاں نہ چلے گئے ہوں۔ چنانچہ وہ تمام ازواج محترم کے گھر گئیں اور ان کو وہاں نہ پایا۔ پھر اپنے والد کے ہاں گئیں وہاں بھی نہ پایا۔ آخر مسجد کے اندر گئیں۔ وہاں انھوں نے آنحضرت کو دیکھا کہ وہ پاؤں سے رسی باندھ کر چھت کے ساتھ اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے پیار سے حضرت کا سر پکڑ کر اوپر اٹھایا اور ہلایا۔ آخر بڑی تکلیف کے بعد آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: میں عائشہ ہوں۔ انھوں نے فرمایا۔ عائشہ کون ہے؟ جواب دیا: بنت ابابکر صدیق۔ انھوں نے پوچھا: صدیق کون ہے؟ جواب دیا۔ پسر قحافہ۔ انھوں نے پوچھا۔ قحافہ کون ہے؟ جواب دیا، پدر خسر محمد علیہ السلام۔ انھوں نے پوچھا۔ محمد کون ہے؟ اس کے بعد حضرت عائشہ نے حضور کو اسی حال میں چھوڑ دیا۔ اور گھر واپس آگئیں۔ جب حضورؐ ہوش میں آئے اور رسی کھول کر حضرت عائشہ کے گھر گئے تو حضرت عائشہ نے ان کی پہلی کیفیت بیان کی حضورؐ نے فرمایا:

"لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل"[۱]

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکنے لگے تو اس میں ایک چڑیا بھی بیٹھ گئی۔ جب آگ بجھ گئی تو ایک سبز درخت پیدا ہوا جس پر وہی چڑیا بیٹھ کر چہچہانے لگی۔ یہ معجزہ دیکھ کر دختر نمرود ایمان لے آئی[۲]۔

۳۔ جب قوم موسیٰ دریا میں سے گزرنے لگی تو وہاں بارہ رستے بن گئے۔ ان کے درمیان دیواریں تھیں، جن میں سے وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ سورج سوا نیزے پر تھا۔ پانی خشک ہوگیا اور وہ گزر گئے۔ لشکر فرعون کے گھوڑے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جبرئیلؑ آسمان سے گھوڑی لائے اور اس کو لے کر آگے چلے۔ اس کے پیچھے تمام لشکر چلا اور دریا میں غرق ہوگیا[۳]۔

۱۔ ارشاد الطالبین۔ اخوند درویزہ، مفید عام پریس لاہور، ۱۹۰۷ء۔ ص ۹۔

۲۔ ایضاً۔ ص ۱۸

۳۔ ایضاً۔ ص ۲۶۔

۴۔ چار شخصوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ (۱) وہ شخص جو مسجد میں دنیاوی باتیں کرے۔ (۲) وہ شخص جو پیشاب، پاخانہ یا مجامعت کے وقت باتیں کرے۔ (۳) وہ جو غسل اور وضو کے وقت باتیں کرے۔ (۴) وہ جو پند و نصیحت کرتے وقت باتیں کرے۔ مجامعت اور غسل کے وقت گفتگو کے متعلق یہ توجیہ کی ہے کہ کراماً کاتبین بھی اس کی طرف پشت کرکے کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اس کے ستر کو نہ دیکھیں لیکن جب وہ بولتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ لعنک اللہ کہ ما از تو شرم داریم و تو از ما شرم نہ داری[۱]

۵۔ حضرت فاطمہؓ نے ہمسایہ کی سوئی واپس نہیں کی تھی۔ وفات کے بعد انھوں نے حضرت علیؓ کو خواب میں بتایا کہ سوئی واپس نہ کرنے کی وجہ سے میرے لیے جنت کی راہ روکے ہوئے ہیں[۲]

۶۔ رسالت پناہ گفت: یا اخی جبرئیل۔ از عرش چیزی کلان تر است؟ گفت: یا رسول اللہ! چوں عرش بعظمت نازید خداوند تبارک و تعالیٰ ماری پیدا کرد۔ او دہان باز کرد کہ عرش درمیان دہان او چوں سپلہ می شود[۳]

۷۔ جبرئیل و میکائیل دو نوجوانوں کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ چھری سے آنحضرت کا سینہ پھاڑا۔ دل نکالا۔ اس کو چیرا۔ پھر دل کو پانی سے دھویا لیکن اس میں ایک سیاہ نشان رہ گیا جو کسی طرح نہ دھل سکا۔ اس داغ سے اشک زمان کا اظہار ہوتا ہے[۴]

۸۔ انسان کی زندگی اور موت کے متعلق یہ طریق کار بتایا ہے: "در قریب من درختے است کہ آں را شجرۃ الیقین می نامند تا ہر کہ در دنیا تولد شود اورا در زق او را در برگ ایں درخت نوشتہ می شود، و چوں اجل ایں شخص نزدیک برسد، آں برگ زرد می شود۔ بفرشتگان می دہم تا آں برگ را شستہ در طعام و شراب آنکس بدہد کہ بخورد۔ ہیچ تداوی صحت نیابد"[۱]

اسلامی عقیدہ کے متعلق اختلافات:

صفحہ ۴۷۔ ایمان بعمل زیادہ نشود و بگناہ کم نقصان نپذیرد۔

ص ۵۳۔ حج بیت اللہ اگرچہ فرض است اما از پادشاہ و امرا و سلاطین بسبب عدل و انصاف

---

۱ ارشاد الطالبین، اخوند درویزہ، مفید عام پریس لاہور، ۱۹۰۷ء، ص ۳۸

۲ ایضاً ص ۴۰ ۳ ایضاً ص ۱۷۰ ۴ ایضاً ص ۲۰۰

خلق ساقط گردانیدہ است۔ زیرا کہ در این امر حق الناس از حق اللہ اسبق است۔

ص ۲۵۳ : اگر آیت کلام اللہ و حدیث نبوی بہم مخالف باشند شاید کہ عمل باحادیث کند۔

ص ۳۱۰ : ہر چہار مذہب برحق اند و دانستن ایشان فرض است و اختلاف درمیان ایشان اختلاف برحمت است۔ ہنگام ضرورت از مذہبی بمذہبی انتقال کردہ می شود۔ گوشت اسپ بقول ابی حنیفہ رو انیست اما بقول شافعی روا است۔

فرقوں اور مذہبوں کے متعلق متعصبانہ روایات جو کتاب میں مندرج ہیں :

صفحہ ۱۵۲ : پیغمبر فرمودہ است کہ گزاندۂ این نماز (شام) شفاعت من باید اگرچہ قاتل اولاد من باشد۔ آوردہ اند کہ یزید بدبخت ہمیں تفکر بخود برد کہ اولاد او را بکشم و این نماز ادا کنم۔ خداوند تبارک و تعالیٰ از شریعت آن تفکر سر درد برو مسلط میکرد تا نماز شام میگذشت۔

ص ۱۵۵ : آوردہ اند کہ چوں معاویہ یافت، چنداں فرشتگان منزل شدند کہ گرد و غبار در زمین پیدا شد از کثرت ایشان۔ یاراں ہمہ سلاح را گرفتند مگر لشکر کفار آمدہ است۔ حضرت فرمود کہ لشکر نیست بلکہ فرشتگان اند بزیارت معاویہ آمدہ اند۔ یاران گفتند۔ یارسول اللہ۔ او چہ فضیلت داشت۔ گفت سورۂ اخلاص اکثر میخواند در ہمہ حال ترک نمے کرد۔

ص ۲۸۷ ۔ مہتر جبرئیل گفت : ترا دختر باشد۔ نام او فاطمہ است کہ در روز قیامت شفاعت مرداں بتو باشد و شفاعت زناں باو۔

ص ۳۰۱ : عقد نکاح او (عائشہ صدیقہ) مہتر جبرئیل در شب معراج بر آسمان چہارم بستہ بود۔

ص ۳۱۷ : آوردہ اند کہ امام شافعی، مدت سہ سال در رحم مادر بود و درحالِ ولادت مادرش نزع شد۔ زیرا کہ طفل سہ سالہ دندانش روئیدہ بود، اما دران زمان امام اعظم از دار الفنا بدار البقا رحلت نمود۔ جنازۂ او را از درون خانہ بمادرش بنمائیدند۔ درحال خلاص شد۔ ازان شافعی نامیدند کہ بشفاعتِ ابو حنیفہ تولد شد۔

ص ۳۵۳ : ابوعلی سینا خیانت کی وجہ سے کافر ہوگیا۔ ایک دفعہ خواجہ خضر دو طالب علموں کے پاس آئے۔ انھوں نے اولین و آخرین علم کے لیے درخواست کی۔ حضرت خضر نے کہا۔ غار کے منہ پر اس اسم کو چالیس دن رات پڑھو۔ یہاں سے دو سانپ نکلیں گے۔ ان کو پکا کر کھاؤ۔ اتفاق سے ایک لکڑ ہارا ادھر آنکلا۔ انھوں نے

کہا۔ تم اس کو پکا دو۔ ہم ذرا سو جائیں۔ اس نے پکایا اور وہ اسے مچھلی سمجھ کے کھا گیا۔ اس نے اپنے اندر اولین و آخرین علوم پائے۔ یہ شخص بو علی سینا تھا۔ اما کم بخت اکثر استعمال در علم حکمت و علم سحر کرد و حرام نمید انست، کافر شد۔

ترغیب و ترہیب کے متعلق روایات

ص ۶۳: ہر کہ زن را برلب و پسر را برخ و دختر را بناصیہ و مادر و پدر را بقدم بوسہ دہد۔ این چہار بوسہ بغایت شریف ترند و بہر بوسہ ہفتاد گناہ از و محو شود۔

ص ۹۸: اگر در شب با وضو بخسپد، ارواح او را فرشتگان زیر عرش برند و بخدائی تبارک و تعالی روح را سجدہ کنانند۔

ص ۱۰۴: مسواک خوردہ را بلقہ پیچیدہ دفن کنند کہ در روز قیامت در عرصہ عرصات درخت عظیم گردد بفرمان اللہ تعالی او را و اقربائی او را از گرما بہ روز قیامت در زیر سایہ گیرد۔

ص ۱۰۹: یکی نماز کہ کسے بعمداً ترک کند، شش ہزار پانصد سال در دوزخ محبوس گردد۔

ص ۱۹۷: سورۃ یٰسین را در حالِ نزع بخواند، برابر ہر حرف نیکی ہیئت نوشتہ شود و برابر ہر حرف بدی او دور شود۔

اکثر تاریخی واقعات کے متعلق لکھا ہے کہ منقول است یا آوردہ اند یا در خبر است خود تحقیق نہیں کی اور نہ ہی کسی مستند تاریخ کا حوالہ دیا ہے۔

بعض ایسی پیشین گوئیاں رسولِ خدا سے منسوب کی ہیں جو اب تک غلط بھی ثابت ہو چکی ہیں۔ مثلاً:
"روزی حضرت را کسے پرسید کہ خروج دجّال چہ وقت باشد؟ گفت: وقتیکہ زنان در زمین سوار میروند۔"

فقہی مسائل بیان کرتے وقت بعض ایسی موشگافیاں کی ہیں اور بعض ایسے فرضی سوال بنا کر ان کے متعلق فتوے پوچھے ہیں کہ جس سے مسلمانوں کی رذیل اخلاقی حالت کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً یہ سوال:
"اگر کسی بہائم را وطی کرد، گوشت آن بہائم خوردن شاید یا نہ؟"

جنت کے احوال و کوائف بیان کرتے کرتے بعض ایسی فرضی باتیں بنائی ہیں۔ جن کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس قسم کی تفاصیل کس نے مہیا کیں۔

مخزن الاسلام: یہ کتاب پشتو میں ہے۔ ضمناً کہیں کہیں عنوانات فارسی میں ہیں۔ بایزید کے

حالاتِ زندگی فارسی اور پشتو دونوں زبانوں میں لکھے ہیں۔ مصنف اپنے آپ کو اہلِ سنت والجماعت میں شمار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اہلِ سنت کے چار مذہب ہیں۔ لیکن وہ حنفی مسلک کے پیرو ہیں۔ انھوں نے اس کتاب میں اپنے عقاید بھی اسی مذہب کے مطابق بیان کیے ہیں۔

تمہید میں احکامِ اسلام کے متعلق اشارات بعد افغانی میں نماز کا ترجمہ کیا ہے۔

تیسری فصل میں مخارج حروف کے متعلق گفتگو کی ہے اور اپنا عقیدہ بیان کیا ہے کہ جہل و نادانی سے قرآن کو بے ادائی مخارجِ حروف و اعراب پڑھنا ممنوع ہے جیسا کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے: من قرأ القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار۔ اس فصل کے بعد نجم الملة والدین عمر النسفی کے ایک رسالہ کا ترجمہ افغانی میں کیا ہے۔ اسی میں ایک جگہ لکھتے ہیں: اس زمانۂ فساد میں ایک فریق حق پر ہے اور گیارہ فریق ضلالت اور بدعت پر ہیں۔ پھر ان گیارہ فرقوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔

ایک فصل میں امام محمد بوصیری کے مشہور قصیدہ بردہ کی تشریح و توضیح کی ہے۔ دوسری فصل میں امام محمد شامی کے عقاید خلاصہ کیدانی کے حوالے سے بیان کیے ہیں۔ درویزہ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض ملحدوں نے حروفِ تہجی کی مختلف تاویلیں کر کے مخالفِ شریعت عقاید پھیلائے ہیں۔ انھوں نے حروف کو خدا، رسول اور دینی بنیادی عقاید کے ساتھ منسوب کر کے اسما کی تشریح کی ہے۔ مثلاً: الف سے اللہ، ح سے حی، خ سے خوف و رجا۔ ص سے صفات، ذات وغیرہ۔ اسی طرز بیان کے فرزند اخوند کریم داد نے بھی حروفِ تہجی کی نسبت سے عقاید و مسائل شرعیہ بیان کیے تھے۔ وہ رسالہ بھی ساتھ ہی درج ہے۔

ارشاد المریدین کی طرح اس کتاب میں بھی حقیقی پیروں مریدوں کی خصوصیات بیان کی ہیں اور دنیا پرست اور غلط عقاید رکھنے والوں کی مذمت کر کے ان سے بچنے کی نصیحت کی ہے۔ آخر میں بایزید انصاری کے احوالِ زندگی بیان کر کے اس کے عقاید پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور اس کو کافر و ملحد قرار دیا ہے۔ اس کے بعض اولاد و احفاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ درویزہ صاحب نے بایزید انصاری کے متعلق جو عقاید بیان کیے ہیں، ان کی رو سے تو اس کی بے دینی پر کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔ لیکن ہم نے "پاکستان میں فارسی ادب" کی پہلی جلد میں ثابت کیا ہے کہ وہ ایک پابند شریعت، صوفی مشرب مسلمان تھا۔ اور اس کی تالیفات میں ایسے عقاید بیان نہیں ہوئے جن کی وجہ سے اس پر کفر و الحاد کے فتوے لگائے جائیں۔ درویزہ صاحب لکھتے ہیں کہ مخزن اسلام لکھنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ میں افغانوں کو ایسے ملحد پیروں سے آگاہ کروں اور ان کو شریعت

کے بنیادی اور ضروری عقاید سے باخبر کرنا۔

شرح قصیدہ امالی

اخوند درویزہ تمہید میں لکھتے ہیں کہ یہ عربی قصیدہ محمد نجم الدین عمر النسفی سے منسوب ہے چونکہ اس قصیدہ کے تیسرے شعر میں امالی کا لفظ آیا ہے۔ اس لیے یاد رکھنے کے لیے اسی نام سے معروف ہو گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

یقول العبد فی بدء الامالی
لتوحید بنظم کالآلی

اس قصیدہ میں خدا، توحید، رسول، تفضیلت صحابہ راشدہ۔ قیامت، حشر، حساب، عذاب قبر، شفاعت وغیرہ جیسے عقاید بیان کیے گئے ہیں۔ شارح نے عربی الفاظ کی تشریح کر کے معانی بتائے ہیں اور ساتھ ہی ان مسائل کی جزئی تفاصیل بیان کی ہیں اور مذکورہ عقاید کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہا ہے۔ اس کفر گردانی کی زد میں بہت سے مخالف عقیدہ لوگ آتے ہیں۔ اس ضمن میں بہت سے ایسے اختلافی مسائل کا ذکر آ گیا ہے جس کے متعلق آج تک کوئی حتمی رائے یا فیصلہ نہیں ہو سکا۔ مثلاً قرآن قدیم ہے یا مخلوق؟ (شارح نے قرآن قدیم ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں) دیدار الٰہی ممکن ہے یا نہیں؟ معراج رسول بیداری میں ہوئی یا خواب میں؟ تفضیلت صحابہ ثلاثہ بر علیؓ۔ فضیلت صدیقہؓ بر فاطمہ زہراؓ۔ ترکیب اجسام از ذرات یا ہیولی۔ عذاب قبر، شفاعت۔ ارتفاع حضرت عیسیٰ بآسمان وغیرہ۔

مصنف حنفی مسلک کے پیرو ہیں۔ مندرجہ بالا اختلافی مسائل میں مخالف عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں مثلاً:

۱۔ کسے از گفتۂ پیغمبر یا از گفتۂ اصحاباں و از گفتۂ اماماں دین منکر شود کافر گردد۔ (ص ۱۰)

۲۔ بعد از اماماں دین دریں زمانہ اگر کسے معنی قرآن را خود بیان کند، کافر شود۔ (ص ۱۱)

۳۔ اہل اعتزال دیدار را منکر بودند ۔ ۔ ۔ ۔ پس بدان روز با کافران در دوزخ باشند (ص ۱۴)

۴۔ معراج رسولؐ بہ بیداری بود نہ بخواب، بہ تن بود نہ بروح۔ تا ہر کہ از معراج رسول منکر شود کافر گردد۔ (ص ۱۷)

۵۔ ہر کہ از سوال گور منکر باشد کافر گردد۔ (ص ۳۰)

۶۔ ہر کہ از عذاب یافتن در گور، یا ثواب یافتن مردہ در گور منکر شود، کافر شود۔ (ص ۳۱)

۷۔ ہر کہ از شفاعت بزرگان منکر شود، کافر گردد۔ (ص ۳۲)

شارح روافض سے سخت برہم ہیں۔ ان کو مردود و مغضوب سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان کے متعلق ان کی رائے یہ ہے

اگر شخصے نام سید شنود و بگوید۔ اللّٰھم صل علی محمد۔ ایں از علامت دوزخی است۔ (ص ۱۹)

۲۔ در دل اگر کسی گوید کہ من سہ یار دیگر را در ترتیب قبول میدارم۔ ولیکن محبت من بمرتضیٰ بیشتر است از آنکہ پدر من است و یا استاد من است [illegible] من است [illegible] (ص ۲۲)

۳۔ دوست داشتن [illegible] (ص ۲۲)

۴۔ یزید پر لعنت [illegible] (ص ۲۲)

درویزہ صاحب کے پاس [illegible] وعدہ نبوت کی [illegible] تھی۔ اس لیے نبوت کا دعویٰ کرنے والوں اور ان پر اعتقاد [illegible] کے لیے ان کا فتویٰ موجود ہے:۔

"اگر کسی بعد از پیغمبر [illegible] پیغمبر گوید کافر گردد و اگر دیگری [illegible] پیغمبری را قبول [illegible] او نیز کافر گردد و اگر شخصی دیگر در کافر شدن ایں مرد [illegible] او نیز کافر گردد" (ص ۱۶)

شارح نے متعدد [illegible] کی [illegible] روایات [illegible] جن کا [illegible] ماخذ رسول خدا بتایا جاتا ہے۔ مثلاً: [illegible] گر دو گوید [illegible] [illegible] آنحضرت [illegible] [illegible] آں [illegible] چنانست کہ اگر [illegible] (ص ۱۷) ۲۔ [illegible] کا فر [illegible] لازم است۔ [illegible] (ص ۳۰)

۳۔ ہر آں زنی [illegible] اللّٰہ تعالیٰ در پوست [illegible] نوحہ کرد [illegible] در گور [illegible] رو سے او از قبلہ بگردانند۔ (ص ۳۳)

کیا شارح کے [illegible] تک تخلیق زمین و آسمان کے متعلق اتنی ہی [illegible] کہ "دریا بود۔ حق تعالیٰ بنظر ہیبت در و نظر کرد بگداخت و آب [illegible] از دو دم او [illegible] آسمان شد [illegible] شد (ص ۲۹) — ذوالقرنین کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ سلطان سکندر [illegible] کا بیٹا تھا۔

اجتہادی مسائل [illegible] ایک مقام پر متضاد رائے کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: "پس سنی اگر کلمات کفر بگوید [illegible] دوسری جگہ فرماتے ہیں: "اگر [illegible] سنی [illegible] طلاق گوید زن او طلاق خواہد شد" (ص ۲۹) — شارح نے آخر میں کفر کا ایک ایسا فتویٰ دیا ہے جس کی رو سے ایک عام جاہل مسلمان تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ وہ فرماتے ہیں: "اگر کسی [illegible] کفر [illegible] یا [illegible] [illegible] کافر گردد" (ص ۳۹)

([illegible] ص ۱۳ [illegible])